پروفیسر محمد اسلم

پیر محمد شاہ اور ان کا نادر کتب خانہ

سید پیر محمد شاہ قادری کا شمار احمد آباد کے اولیائے کبار میں ہوتا ہے اور جس شاہراہ پر ان کی درگاہ واقع ہے وہ انہی کے نام کی نسبت سے پیر محمد شاہ روڈ کہلاتی ہے۔ آپ کی درگاہ احمد آباد (بھارت) میں مرجع خلائق ہے اور وہاں کے باشندے بلا تمیز مذہب و ملت آپ کے دل و جان سے معتقد ہیں۔

آپ کا اسم گرامی سید محمد تھا لیکن عوام میں آپ سید محمد شاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کی طرف سے حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ سے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت سید بندہ نواز گیسو درازؒ سے جا ملتا ہے۔ ان نسبتوں سے دنیائے فقر و تصوف کے دو شریف خانوادوں کا مقدس خون آپ کی رگوں میں موجزن تھا۔ آپ بیجاپور میں ۱۵ شعبان ۱۱۰۰ھ کو پیدا ہوئے۔ اتفاق سے آپ کے والد ماجد آپ کی ولادت سے پہلے ہی انتقال فرما گئے، اس لیے آپ کی تربیت کا بار آپ کے چچا سید عبد الرحمٰن کے کندھوں پر پڑا۔

سید عبد الرحمٰن کا شمار اس عہد کے برگزیدہ قادری بزرگوں میں ہوتا تھا اور اطراف دکن میں آپ کے ہزارہا مرید تھے۔ آپ کا سلسلۂ ارادت چار واسطوں سے علامہ وجیہہ الدین گجراتیؒ اور پانچ واسطوں سے حضرت محمد غوث گوالیاریؒ سے جا ملتا ہے۔

سید محمد کی تعلیم کا آغاز سید عبد الرحمٰن کی نگرانی میں ہوا۔ سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن پاک حفظ کیا۔ جب آپ نو سال کے ہوئے تو چچا نے قادریہ سلسلہ میں بیعت سے مشرف فرمایا اور مکہ مکرمہ جا کر تحصیل علم کا حکم دیا۔ آپ نو عمری میں ہی مکہ مکرمہ میں حصول علم کے لیے وارد ہوئے۔ ان دنوں مکہ مکرمہ میں مولانا عبد اللہ بن طرفہ، عبد الرحمٰن بن محمد ذہبی، عبد الملک بن حسین عصامی، ابو عبد اللہ جمال الدین محمد بن احمد بن سعید عقیلہ، محمد بن شیخان بن عمر سالم، مصطفیٰ بن فتح اللہ مکی، شہاب احمد بن عبد اللہ مکی،

شہاب احمد بن محمد دمیاطی، شیخ قاسم بن محمد بغدادی، محمد بن سلیمان مغربی، سید محمد شلی، اور ملا الیاس بن ابراہیم کورانی جیسے جید علما موجود تھے۔ آپ نے ان میں سے اکثر بزرگوں سے کسب فیض کیا اور علوم مروجہ میں سے خاص کر تجوید اور تفسیر میں مہارت حاصل کی۔

مکہ مکرمہ میں چھ سال قیام کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں ان دنوں علما کی ایک جماعت مصروف درس و تدریس تھی، ان میں سے خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے تلمیذ رشید احمد یکدست مولانا اسعد اسکداری، مولانا عبدالرحمن بمہوری، مولانا عبدالکریم خلیفتی، سید عبداللہ الحداد، علامہ محمد بن ابراہیم کورانی، محمد بن عبدالہادی سندھی، اور مولانا علی بن ابراہیم شروانی قابل ذکر ہیں۔ آپ نے سات سال ان بزرگوں کی خدمت میں رہ کر علوم مروجہ کی تکمیل کی اور تیئیس برس کی عمر میں ان کی دعائیں لے کر احمد آباد روانہ ہوئے۔

جس سال آپ احمد آباد تشریف لائے اسی سال بہادر شاہ اول فوت ہوا اور جہاندار شاہ ہندوستان کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ ملک کے سیاسی حالات دن بدن مخدوش ہوتے چلے گئے اور امور سلطنت بادشاہ گروں کے ہاتھ میں آ گئے۔ مرکزی حکومت کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مختلف صوبوں کے صوبے دار آزاد ہو گئے۔ گجرات میں گائیکواڑ کو سر اٹھانے کا موقع مل گیا اور اس نے ہمت سے کام لے کر سورت پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد گجرات میں مسلمانوں کی پوزیشن دن بدن خراب ہوتی چلی گئی اور مرہٹے طاقت پکڑتے گئے۔ احمد آباد کا مسلمان گورنر ان کے رحم و کرم پر ہی اپنے منصب پر برقرار رہ سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ تمام کاروبار حکومت پر مرہٹے حاوی ہو گئے اور انھوں نے احمد آباد کے آخری مسلمان گورنر جوانمرد خاں کو اس کے منصب سے الگ کر کے احمد آباد پر قبضہ کر لیا۔

سید محمد شاہ سیاسی اتار چڑھاؤ کے اس زمانے میں اول اول تو شہر سے باہر محلہ راج پورہ میں بی بی کی مسجد میں قیام پذیر رہے۔ لیکن بعد ازاں آپ نے مانک چوک کی جامع مسجد میں سکونت اختیار کی۔ اسی مسجد میں آپ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا جو آپ کے دم واپسیں تک جاری رہا۔

آپ پر وحدۃ الوجود کا رنگ بہت زیادہ غالب تھا اور اکثر سکر کی حالت میں رہتے تھے۔ جب کبھی صحو کی حالت میں ہوتے تو لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ فرماتے۔ آپ کی تصانیف میں عشق اللہ، نور الشیوخ، مجموعۂ رسائل، مکاشفات، غزلیات اور مراثی شامل ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے اور اقدس تخلص کرتے

تھے۔ آپ کا کلام اور اولی الذکرہ دونوں کتابیں درگاہ کمیٹی نے شائع کر دی ہیں۔ آپ کے سوانح حیات سید ابوظفر ندوی نے تذکرۂ اقدس کے نام سے مرتب کیے تھے جو ۱۹۳۴ء میں اعظم گڑھ سے طبع ہو چکے ہیں۔

تذکرۂ اقدس پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے گجرات کے سنّی بوہروں میں تبلیغ کا کام بڑے وسیع پیمانے پر کیا تھا اور ان کے عقائد درست کرنے میں آپ کا بڑا ہاتھ تھا۔ آج تک گجرات کے سنّی بوہرے آپ کے بڑے معتقد ہیں اور ان کے ہاں یہ رسم چلی آرہی ہے کہ وہ نومولود بچے کو آپ کے مزار کے پائنتی لاکر رکھتے ہیں اور جب کسی بچہ کو مکتب میں بٹھاتے ہیں تو اس کی رسم بسم اللہ بھی آپ ہی کے مزار پر ادا کرتے ہیں۔

سید محمد شاہ کو علامہ وجیہہ الدین گجراتیؒ سے بے حد عقیدت تھی اور ان کے مزار پر فاتحہ خوانی آپ کا روزمرہ کا معمول تھا۔ جب آپ جامع مسجد مانک چوک سے علامہ مرحوم کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے جاتے تو راستے میں اکثر ایک بڑھیا کی خیر و عافیت دریافت فرمانے کے لیے اس کی جھونپڑی کے باہر رک جاتے۔ وہ اکثر آپ سے وہاں چند سے قیام فرمانے کی استدعا کرتی تو آپ ہمیشہ اسے یہی جواب دیتے "ہاں ہاں جب اس جگہ آؤں گا تو پھر اسی جگہ رہوں گا"۔

سید محمد شاہ نے ۲۷ رجمادی الاولیٰ ۱۱۶۳ھ کو وفات پائی۔ "زہے ذات پاک بودہ" سے مادۂ تاریخ برآمد ہوتا ہے۔ حسن اتفاق سے آپ کو اسی بڑھیا کے جھونپڑے کے پاس دفن کیا گیا ہے آج کل آپ کے عالی شان مقبرہ سے ملحق ایک نفیس مسجد، ایک خوبصورت مدرسہ، ایک پُر وقار خانقاہ ایک عمدہ سی لائبریری اور درگاہ کمیٹی کے دفتر کی پُرشکوہ عمارات موجود ہیں۔ درگاہ سے متعلقہ اوقاف کی آمدنی ایک لاکھ روپے سالانہ سے متجاوز ہے جو ان عمارات کی دیکھ بھال پر خرچ ہوتی ہے۔

سید محمد شاہ کو کتابیں پڑھنے اور نادر مخطوطات جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ تذکرۂ اقدس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کتابیں اکثر آپ کے مطالعہ میں رہتی تھیں وہ آپ کو حفظ ہو چکی تھیں۔ آپ کے انتقال کے بعد ان مخطوطات کو ایک کمرہ میں محفوظ کر دیا گیا۔ درگاہ کمیٹی کے ارکان کی توجہ سے گذشتہ دو سو سال میں اس مجموعہ میں معتدبہ اضافہ ہوا اور آج پیر محمد شاہ لائبریری کا شمار برصغیر پاک و ہند کے بہترین کتب خانوں میں ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے ابھی تک ان مخطوطات کی کوئی وضاحتی فہرست

شائع نہیں ہوئی اس لیے ان مخطوطات کی اصلی قدر وقیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ راقم نے گذشتہ ماہ اگست میں ناظم کتاب خانہ مولانا محمد سورتی کی عنایت سے اکثر وبیشتر مخطوطات سے استفادہ کیا اور اس مضمون میں میں ان میں سے چند نوادرات کا تعارف کروانا چاہتا ہوں۔

تفسیر ابی سعود عمادی

علامہ ابی سعود عمادی ایک حنفی عالم تھے۔ آپ نے ۹۷۳ھ میں عربی زبان میں قرآن پاک کی تفسیر دو جلدوں میں تحریر فرمائی تھی۔ پیر محمد شاہ لائبریری میں اس تفسیر کا ۱۰۰۱ھ کا نوشتہ مکمل نسخہ موجود ہے۔

تفسیر بیضاوی

قاضی بیضاوی کی تفسیر، متعدد بار شائع ہو چکی ہے اور اکثر دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ پیر محمد شاہ لائبریری کا مخطوطہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ علامہ وجیہہ الدین گجراتی کا تحریر فرمودہ ہے۔

تفسیر غرائب القرآن

یہ تفسیر مولانا حسن بن محمد بن حسین القمی معروف بہ نظام الاعرج نے عربی زبان میں ۷۲۰ھ میں تحریر فرمائی تھی۔ پیر محمد شاہ لائبریری کا مخطوطہ فن کتابت کا بہترین نمونہ ہونے کے علاوہ اپنی قدامت کے لیے بھی مشہور ہے۔

شرح فی معانی لبعض الآیات القرآنیہ

یہ مختصر سا رسالہ کابل کے مشہور عالم دین ملا محمد صادق حلوائی کی تالیف ہے۔ اکبر کا بھائی حکیم میرزا اور خواجہ باقی باللہ دونوں اسی بزرگ کے شاگرد تھے۔ نفس مضمون کے لحاظ سے یہ بے بدل تالیف ہے۔

سورۂ فاتحہ

کسی کاتب نے خط غبار میں سورۂ فاتحہ کے اندر پورا قرآن پاک خط نسخ میں لکھا ہے جو فن خطاطی کا بہترین شاہکار ہے۔ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ میں خط غبار میں کسی کاتب کا "یا حضرت بابا فرید الدین گنج شکر" کے اندر لکھا ہوا قرآن پاک محفوظ ہے۔

ترجمہ قرآن پاک

۱۱۰۲ھ کا تحریر شدہ قرآن پاک کا بین السطور فارسی ترجمہ پیر محمد شاہ لائبریری میں موجود ہے۔

جن حضرات کا یہ دعویٰ ہے کہ سب سے پہلے شاہ ولی اللہؒ نے قرآن پاک کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا تھا ان کی خدمت میں اتنا ہی عرض کرنا کافی ہوگا کہ یہ ترجمہ شاہ صاحبؒ کی ولادت سے بارہ برس پہلے ہوا تھا۔

کتاب الفقہ حنفی

شیخ ابو حفص نجم الدین عمر بن محمد ایک مشہور حنفی عالم ہو گذرے ہیں۔ انھوں نے عربی نظم میں فقہ حنفی پر ایک کتاب لکھی تھی۔ اس لائبریری میں جو مخطوطہ موجود ہے وہ ۷۷۴ھ کا کتابت شدہ ہے۔ مضمون کے اعتبار سے بھی یہ ایک نادر مخطوطہ ہے۔

حاشیہ و شرح ہدایہ

حکیم ہاشمی نام کے ایک بزرگ نے پہلے ہدایہ پر حاشیہ لکھا بعد ازاں پوری کتاب کی شرح لکھی۔ پیر محمد شاہؒ لائبریری میں اس کتاب کا جو ضخیم نسخہ ہے وہ فاضل مصنف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

ترغیب الصلوٰۃ

علاء الدین خلجی کے عہد میں محمد بن احمد زاہد نام کے ایک فاضل نے ۷۰۹ھ میں ترغیب الصلوٰۃ کے نام سے ایک ضخیم کتاب تحریر کی تھی۔ پیر محمد شاہ لائبریری میں اس کے دو مکمل نسخے محفوظ ہیں۔

تیسیر الاحکام

ملک العلما شہاب الدین دولت آبادی صاحب تفسیر بحر مواج نے علم فقہ پر ۷۴ ورق کا ایک مختصر سا رسالہ فارسی زبان میں نظم بند کیا تھا۔ پیر محمد شاہ لائبریری کا مخطوطہ عہد شاہجہانی میں ۱۰۶۱ھ میں درطۂ تحریر میں آیا تھا۔

فتاویٰ تتارخانیہ

اس کتاب کا مکمل سیٹ میں نے اول بار پیر محمد شاہ لائبریری میں دیکھا ہے۔ ہماری پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بھی جو اپنے مخطوطات کے لیے پاکستان بھر میں مشہور ہے، اس کا کوئی نسخہ موجود نہیں۔

فوائد فیروز شاہی

شرف الدین محمد العطائی نے فیروز تغلق کے عہد میں فقہ پر ایک ضخیم کتاب فوائد فیروز شاہی کے نام سے لکھی تھی۔ اس کے مخطوطے کلکتہ، بانکی پور، انڈیا آفس اور مولانا آزاد لائبریری میں موجود ہیں۔

پیر محمد شاہ لائبریری کا مخطوطہ ۹۰۳ھ کا نوشتہ ہے۔

رسالہ اسمار اہل بدر

یہ مختصر سا رسالہ الشیخ ابوبکر المحدثؒ کی تالیف ہے پیر محمد شاہ لائبریری کے مخطوطہ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ فاضل مصنف کے ہاتھ کی تحریر ہے۔

مرأۃ العارفین

سلطان فیروز تغلق کے خواہرزادے بشیر خاں مسعود بک نے عارفین کے سوانح اس عنوان سے جمع کیے تھے۔ پیر محمد شاہ لائبریری میں ۱۱۱۶ھ کا نوشتہ ایک مخطوطہ محفوظ ہے۔

مناقب العارفین

اس عنوان سے شمس الدین احمد افلاکی نے ایک کتاب تین جلدوں میں تالیف کی تھی، مولانا رومیؒ کے سوانح حیات پر یہ ایک بہترین ماخذ سمجھی جاتی ہے۔ پیر محمد شاہ لائبریری میں اس کا مکمل سیٹ موجود ہے۔

تذکرہ حضرت شاہ عالم گجراتیؒ

اس نام کا ایک مخطوطہ اس لائبریری میں موجود ہے لیکن مصنف کا نام اس پر درج نہیں نفس مضمون کے لحاظ سے یہ ایک نادر نسخہ ہے۔

سفرنامہ مخدوم جہانیاں

حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے سفرنامہ کا ۱۱۹۲ھ کا نوشتہ ایک مخطوطہ اس لائبریری میں موجود ہے۔

جنگ نامہ اعظم شاہ و معظم شاہ

اورنگ زیب عالمگیرؒ کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں کے درمیان حصولِ تخت کے لیے جو جنگ ہوئی تھی اس کے مکمل کوائف نعمت خاں عالی نے سات ابواب میں قلم بند کر لیے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں مجموعۂ شیرانی میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے۔ لیکن پیر محمد شاہ لائبریری کے مخطوطہ کا متن کافی حد تک صاف ہے۔

دیوانِ نویدی

نویدی ہمایوں کا ہم عصر شاعر تھا۔ اس کا دیوان ایک بار شائع ہو چکا ہے لیکن اب ناپید ہے۔

پیر محمد شاہ لائبریری کا مخطوطہ ہر لحاظ سے مکمل اور دیدہ زیب ہے۔

دیوانِ فیضی

فیضی کا ایک مکمل دیوان پیر محمد شاہ لائبریری میں موجود ہے۔ پنجاب یونیورسٹی نے ادارہ تحقیقات پاکستان کی طرف سے کلیاتِ فیضی شائع کی ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ فاضل مرتب نے اس نسخہ سے بھی استفادہ کیا ہے یا نہیں۔

راگ درپن

عہد شاہجہانی میں جتنے موسیقار ہو گذرے ہیں ان کا ایک تذکرہ فقیر اللہ نے اس عنوان سے تحریر کیا تھا۔ علاوہ ازیں فنِ موسیقی پر بھی فاضل مصنف نے کافی کچھ لکھا ہے۔ علی گڈھ میں بھی راگ درپن کا ایک ناقص نسخہ موجود ہے۔ حسنِ اتفاق سے پیر محمد شاہ لائبریری کے نسخے کے بھی چند اوراق غائب ہیں۔ تاہم ان دونوں نسخوں کی مدد سے مکمل نسخہ تیار کیا جا سکتا ہے۔

مکاشفاتِ عینیہ

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی مکاشفاتِ عینیہ کا ایک مکمل نسخہ اس لائبریری میں موجود ہے۔ اس نسخہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ امام ربانی کی وفات کے صرف سترہ سال بعد ۱۰۵۱ھ میں ورطۂ تحریر میں آیا تھا۔

رسالہ علوم الہامیہ و معارف لدنیہ

یہ بھی حضرت امام ربانیؒ کی تالیف ہے، ہر چند کہ سالِ کتابت مخطوطہ پر درج نہیں تاہم کتابت کے اعتبار سے یہ ایک قدیم نسخہ ہے۔

خیالات العشاق

حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ، حضرت ابو حفص شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے مرید اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مصاحب تھے۔ اس لائبریری میں آپ کی اس تالیف کے دو نسخے موجود ہیں۔ ان میں سے ایک عہد عالمگیری میں ۱۰۹۶ھ میں ورطۂ تحریر میں آیا تھا۔

رسالہ غوثیہ

اس نام کا ایک مختصر سا رسالہ سید بندہ نواز گیسو دراز کی طرف منسوب ہے۔ ویسے آپ کثیر التصانیف

بزرگ ہو گذرے ہیں، تاہم اس رسالہ کی صحت کے متعلق کچھ کہنا محال ہے۔

مرصاد العباد

اس لائبریری کے نوادرات میں مرصاد العباد بڑا اہم مخطوطہ ہے۔ یہ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن شاہوا اسدی رازی نام کے ایک بزرگ کی تالیف ہے۔ پیر محمد شاہ لائبریری کا مخطوطہ سید عبدالملک کی فرمائش پر حسین بن عماد بن محمد نام کے ایک کاتب نے ۱۰۱۶ھ میں لکھا تھا، بعدازاں علی اصغر نامی ایک شخص نے اسے جہانگیر کی خدمت میں پیش کیا۔ اس پر جہانگیر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ تحریر موجود ہے۔ "مرصاد العباد فرستادۂ علی اصغر خویش آقا عرب کہ از مستقر الخلافہ اکبرآباد ارسال حضور نمودہ۔ بتاریخ ہفتم ماہ شوال ۸ جلوس ہمایوں بتحویل خواجہ مطلوب تحویلدار کتاب خانہ سرکار علیہ داخل جمع نمودہ شد۔" یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ کسی بدذوق نے شاہی مہریں مٹا دی ہیں۔ بہر حال یہ کتاب جہانگیر کے ذوقِ علم کی آئینہ دار ہے۔

غرۃ الازیاج

غرۃ الازیاج المعروف بہ زیج ہندی ابوریحان البیرونی کی تصنیف ہے۔ اور ناظم کتاب خانہ کا دعویٰ ہے کہ پیر محمد شاہ لائبریری کا نسخہ دنیا بھر میں واحد مخطوطہ ہے۔ حال ہی میں حکومت ہندوستان نے اس مخطوطہ کا عکس حاصل کیا ہے۔ راقم کو معلوم نہیں ہو سکا کہ اسے حکومت ہندوستان نے شائع کر دیا ہے یا ابھی تک یہ طباعت کے مراحل سے گذر رہی ہے۔

الہلال

مخطوطات کے علاوہ اس لائبریری میں مولانا آزاد کے مجلہ الہلال کا مکمل سیٹ بھی محفوظ ہے جو حال ہی میں آگرہ کے کسی علم دوست بزرگ نے لائبریری کے لیے مرحمت فرمایا ہے۔